بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
فون نمبر ۴۹
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴
اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر
روشن دین تنویر
یوم یکشنبہ
The Daily
ALFAZL
RABWAH
قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۵/۲۰	۳۰ اخاء ۱۳۴۵ ہش ۱۴ رجب ۱۳۸۶ ھ ۳۰ اکتوبر ۱۹۶۶ء	نمبر ۲۵۲

اخبار احمدیہ

۔۔ ربوہ ۲۹ اکتوبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع منظر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

[redacted]

۔۔ ربوہ ۲۹ اکتوبر۔ کل حضور ایدہ اللہ نے نماز جمعہ پڑھائی۔ حضور نے خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے تحریک جدید کے دفتر اول کے تینتیسویں دفتر دوم کے تئیسویں اور دفتر سوم کے دوسرے سال کا اعلان فرمایا۔ حضور نے قرآن مجید کی متعدد آیات کی روشنی میں اس امر پر تفصیل سے روشنی ڈالی کہ تحریک جدید کے جملہ مطالبات اس قرآنی مجاہدہ کی مختلف شقیں ہیں جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو توجہ دلائی ہے۔ اور جس کے نتیجہ میں انہیں عظیم الشان کامیابیوں اور کامرانیوں کی بشارت سے نوازا ہے۔

آخر میں حضور نے انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے احباب جماعت کو تحریک جدید کے مالی جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تحریک فرمائی۔ اور علی الخصوص اس بات پر زور دیا کہ اب تحریک جدید کا زیادہ بار اور مدار دفتر دوم پر ہے۔ اس لئے اس دفتر کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کی پوری کوشش کی جائے۔ حضور کا یہ تفصیلی خطبہ ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔

۔۔ ربوہ ۲۹ اکتوبر۔ کل مورخہ ۲۸ اکتوبر کو صبح ۸ بجے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیمی دعاؤں کے درمیان نئی تعمیر ہونے والی جامع مسجد یعنی مسجد اقصیٰ کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس تقریب میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے ناظر و وکلاء صاحبان۔ امراء اضلاع، ربوہ میں تعلیم حاصل کرنے والے غیر ملکی طلباء اور دیگر اہل ربوہ ہزاروں کی تعداد میں شریک ہوئے۔ حضور کے علاوہ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ ادارہ جات کے سربراہوں بعض علاقائی امراء، غیر ملکی طلباء اور بوبتان اطفال کے دو نمائندوں نے بھی بنیاد میں اینٹیں رکھیں۔ آخر میں حضور نے اجتماعی دعا کرائی۔ (اس تاریخی تقریب کی مفصل رپورٹ کسی آئندہ اشاعت میں شائع کی جائے گی۔ انشاء اللہ)

۔۔ لاہور ۲۹ اکتوبر۔ محترمہ سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ بیگم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی طبیعت اپریشن کے بعد آہستہ آہستہ رو بصحت ہو رہی ہے۔ لیکن کمزوری کی وجہ سے صحت کی ترقی کی رفتار کم ہے۔ ٹانکے ابھی نہیں کھولے گئے۔ احباب جماعت خاص توجہ اور درد کے ساتھ بالالتزام دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے محترمہ سیدہ موصوفہ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

تحریک جدید کے نئے مالی سال کا اعلان

اعلان کے پہلے دن ہی جماعتوں اور احباب نے پانچ لاکھ روپیہ سے زائد کے وعدے پیش کر دیئے

ربوہ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۸ اکتوبر ۱۹۶۶ء کو جو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اس میں تحریک جدید کے دفتر اول کے تینتیسویں دفتر دوم کے تیئیسویں اور دفتر سوم کے دوسرے سال کا اعلان فرمایا۔ باوجودیکہ نماز جمعہ کے بعد مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع شروع ہونا تھا لیکن وکالت مال تحریک جدید میں وعدوں کا تانتا بندھ گیا۔ جس کی تفصیل انشاء اللہ کسی آئندہ اشاعت میں پیش کی جائے گی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مخلصین پر احسان فرمایا کہ انصار کے سالانہ اجتماع کے پہلے اجلاس میں تحریک جدید کی مالی قربانیوں کا پھر تذکرہ فرمایا اور مخلصین کو انفرادی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی اپنے وعدے پیش کرنے کا موقعہ عنایت فرمایا۔ اس اجلاس میں وعدوں کی میزان اللہ تعالیٰ کے فضل سے پانچ لاکھ دس ہزار روپے تک پہنچ گئی۔ حالانکہ گزشتہ سال ایک لمبے عرصہ کی مسلسل جدوجہد کے بعد وعدے صرف ۴ لاکھ ساٹھ ہزار روپے تک پہنچے تھے۔ الحمد للہ کہ جماعت نے اپنی مالی قربانیوں کی ایمان افروز روایات کو از سر نو تازہ کر دکھایا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار: شبیر احمد وکیل المال اول تحریک جدید انجمن احمدیہ

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۶۶ء

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کا

ایک عظیم کارنامہ

۳

برصغیر ہند میں اگرچہ کئی مختلف مذاہب پائے جاتے تھے مگر ان مذاہب میں ہندو دھرم کی اکثریت تھی اور اس کے بعد اسلام کے پیروؤں کا مقام تھا۔ یہ دو بڑی مذہبی اقوام تھیں جو متحدہ ہند میں موجود تھیں۔ اس لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نمونۃً ان دو ہی کے باہمی جھگڑوں کو لیا ہے جو ان میں پیدا ہو رہے تھے۔ اگر ان دونوں میں باہمی اتفاق و تعاون کی روح پیدا ہو جاتی۔ تو باقی ادیان کا معاملہ خود بخود طے ہو جاتا۔ اس لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہندو اور مسلمان اس ملک میں دو ایسی قومیں ہیں کہ یہ ایک خیال محال ہے کہ کسی وقت مثلاً ہندو جمع ہو کر مسلمانوں کو اس ملک سے باہر نکال دیں گے یا مسلمان اکٹھے ہو کر ہندوؤں کو جلا وطن کر دیں گے۔ بلکہ اب تو ہندو مسلمانوں کا باہم چولی دامن کا ساتھ ہو رہا ہے۔ اگر ایک پر کوئی تباہی آوے تو دوسرا بھی اس میں شریک ہو جائے گا۔ اور اگر ایک قوم دوسری قوم کو محض اپنے نفسانی تکبر اور نخوت سے حقیر کرنا چاہے گی تو وہ بھی داغ حقارت سے نہیں بچے گی اور کوئی ان میں سے اپنے پڑوسی کی ہمدردی میں قاصر رہے گا۔ تو اس کا نقصان وہ آپ بھی اٹھائے گا جو شخص تم دونوں قوموں میں سے دوسری قوم کی تباہی کی فکر میں ہے۔ اس کی اس شخص کی مثال ہے کہ جو ایک شاخ پر بیٹھ کر اسی کو کاٹتا ہے۔ آپ لوگ بفضلہ تعالیٰ تعلیم یافتہ بھی ہو گئے۔ اب کینوں کو چھوڑ کر محبت میں ترقی کرنا زیبا ہے اور بے مہری کو چھوڑ کر ہمدردی اختیار کرنا آپ کی عقلمندی کے مناسب حال ہے۔ دنیا کی مشکلات بھی ایک ریگستان کا سفر ہے کہ جو عین گرمی اور تمازتِ آفتاب کے وقت کیا جاتا ہے۔ پس اس دشوار گزار راہ کے لئے باہمی اتفاق کے اس سرد پانی کی ضرورت ہے جو اس جلتی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کر دے۔ اور نیز پیاس کے وقت مرنے سے بچا دے۔

ایسے نازک وقت میں راقم آپ کو صلح کے لئے بلاتا ہے۔ جب کہ دونوں کو صلح کی بہت ضرورت ہے۔ دنیا پر طرح طرح کے ابتلاء نازل ہو رہے ہیں زلزلے آ رہے ہیں۔ قحط پڑ رہا ہے۔ اور طاعون نے بھی ابھی تک پیچھا نہیں چھوڑا۔ اور جو کچھ خدا نے مجھے خبر دی ہے وہ بھی یہی ہے کہ اگر دنیا اپنی بدعملی سے باز نہیں آئے گی۔ اور برے کاموں سے توبہ نہیں کرے گی تو دنیا پر سخت سخت بلائیں آئیں گی۔ اور ایک بلا ابھی بس نہیں کرے گی۔ کہ دوسری بلا ظاہر ہو جائے گی آخر انسان نہایت تنگ ہو جائیں گے کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتری مصیبتوں کے بیچ میں آ کر دیوانوں کی طرح ہو جائیں گے۔ سو اے ہم وطن بھائیو! قبل اس کے کہ وہ دن آویں ہوشیار ہو جاؤ اور چاہیئے کہ ہندو مسلمان باہم صلح کر لیں اور جس قوم میں کوئی زیادتی ہے جو وہ صلح کی مانع ہو۔ اس زیادتی کو قوم چھوڑ دے۔ ورنہ باہم عداوت کا تمام گناہ اسی قوم کی گردن پر ہوگا۔"

(پیغام صلح صفحہ ۱۲ تا ۱۴)

افسوس ہے کہ ہندوؤں اور کافی حد تک مسلمانوں ہی نے آپ کے اس مشورہ پر عمل کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ جس کے بغیر چارہ کار نہیں رہا تھا۔ افسوس ہے کہ صلح کی جو شرائط سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہندوؤں کو پیش کیں جن کا ذکر آگے آئے گا۔ ایسی مناسب تھیں کہ ان پر عمل کرنا کچھ بھی مشکل نہیں تھا۔ مگر لوگوں خاصکر ہندوؤں کی ہٹ دھرمی سے یہ اونٹ کسی کل نہ بیٹھ سکا۔ اور جو ہونا تھا ہو گیا اس کے باوجود اب بھی چالیس کروڑ میں سے پانچ کروڑ سے زیادہ مسلمان بھارت میں اور تقریباً اسی نسبت سے ہندو پاکستان میں موجود ہیں۔ اگر اب بھی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشورہ پر دونوں حکومتوں میں عمل کیا جائے تو دونوں ملک باوجود الگ الگ ہونے کے نہایت پُرامن طور سے رہ سکتے ہیں۔ اور ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو کر دنیا کی بڑی بڑی اقوام میں قابل قدر جگہ حاصل کر سکتے ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہندوؤں اور مسلمانوں میں اتحاد و باہمی تعاون کے امکان کی جو دلیل پیش کی ہے۔ وہ آپ کی مندرجہ ذیل عبارت سے واضح ہوتی ہے یہ دلیل دراصل وہی دلیل ہے، جو اسلامی تعلیمات میں دنیا کی اقوام میں ایک جہتی اور باہمی محبت کی بنیاد بننے کے لئے پیش کی گئی ہے۔ آپ نے اس حقیقت کے چہرے سے پردہ اٹھایا ہے کہ ہر قوم میں اللہ تعالیٰ اپنے ہادی بھیجتا رہا ہے۔ اور بنیادی طور پر تمام مذہبی پیشواؤں کی تعلیم کی نہریں ایک ہی منبع سے نکلی ہیں۔ آپ آگے فرماتے ہیں:۔

"اگر کوئی کہے کہ یہ کیونکر وقوع میں آ سکتا ہے کہ صلح ہو جائے حالانکہ باہم مذہبی اختلاف صلح کے لئے ایک ایسا امر مانع ہے جو دن بدن دلوں میں پھوٹ ڈالتا جاتا ہے۔

پس اس کے جواب میں یہ کہوں گا کہ درحقیقت مذہبی اختلاف صرف اس اختلاف کا نام ہے جس کی دونوں طرف عقل اور انصاف اور امور مشہودہ پر بنا ہو ورنہ انسان کو اسی بات کے لئے تو عقل دی گئی ہے کہ وہ ایسی راہ اختیار کرے جو عقل اور انصاف سے بعید نہ ہو اور امور محسوسہ مشہودہ کے مخالف نہ ہو۔ اور چھوٹے چھوٹے اختلاف صلح کے مانع نہیں ہو سکتے بلکہ وہی اختلاف صلح کا مانع ہوگا۔ جس میں کسی کے مقبول پیغمبر اور مقبول الہامی کتاب پر توہین اور تکذیب کے ساتھ حملہ کیا جائے۔

ماسوا اس کے صلح پسندوں کے لئے یہ خوشی کا مقام ہے کہ جس قدر اسلام میں تعلیم پائی جاتی ہے وہ تعلیم ویدک تعلیم کی کسی نہ کسی شاخ میں موجود ہے۔ مثلاً اگرچہ نو خیز مذہب آریہ سماج کا یہ اصول رکھتا ہے کہ ویدوں کے بعد الہام الٰہی پر مہر لگ گئی ہے۔ مگر جو ہندو مذہب میں وقتاً فوقتاً اوتار پیدا ہوتے رہے ہیں۔ جن کے تابع کروڑہا لوگ اسی ملک میں پائے جاتے ہیں۔ انہوں نے اس مہر کو اپنے دعوئے الہام سے توڑ دیا ہے۔ جیسا کہ ایک بزرگ اوتار جو اسی ملک اور نیز بنگالہ میں بڑی بزرگی اور عظمت کے ساتھ مانے جاتے ہیں اور جس کا نام سری کرشن ہے وہ اپنے ملہم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور ان کے پیرو نہ صرف ان کو ملہم بلکہ پرمیشر کرکے مانتے ہیں۔ مگر اس میں شک نہیں کہ سری کرشن اپنے وقت کا نبی اور اوتار تھا اور خدا اس سے ہمکلام ہوتا تھا۔

ایسا ہی ہندو آخری زمانہ میں ہندو صاحبوں کی قوم میں سے باوا نانک صاحب ہیں۔ جن کی بزرگی کی شہرت اس تمام ملک میں زبان زدِ عام ہے۔ اور جن کی پیروی کرنے والی اس ملک میں وہ قوم ہے جو سکھ کہلاتے ہیں جو بیس لاکھ سے کم نہیں ہیں۔ باوا صاحب اپنی جنم ساکھیوں اور گرنتھ میں کھلے کھلے طور پر الہام کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک جگہ وہ اپنی جنم ساکھی میں لکھتے ہیں کہ مجھے خدا کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ دین اسلام سچا ہے اسی بنا پر انہوں نے حج بھی کیا اور تمام اسلامی عقائد کی پابندی اختیار کی اور بلاشبہ یہ بات ثابت ہے کہ ان سے کرامات اور نشانات بھی صادر ہوئے ہیں اور اس بات میں کچھ شک نہیں ہو سکتا کہ باوا نانک ایک نیک اور برگزیدہ انسان تھا۔ اور ان لوگوں میں سے تھا جن کو خدائے عزوجل اپنی محبت کا شربت پلاتا ہے وہ ہندوؤں میں صرف اس بات کی گواہی دینے کے لئے پیدا ہوا تھا کہ اسلام خدا کی طرف سے ہے۔ جو شخص اس کے وہ تبرکات دیکھے جو ڈیرہ نانک میں موجود ہیں۔ جن میں بڑے زور سے اس نے کلمہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کی گواہی دی ہے۔ پھر وہ تبرکات دیکھے جو بمقام گورو ہر سہائے ضلع فیروز پور میں موجود ہیں۔ جن میں ایک قرآن شریف بھی ہے تو کسی کو اس بات میں شک ہو سکتا ہے کہ باوا نانک صاحب اپنے پاک دل اور پاک فطرت اور اپنے پاک مجاہدہ سے اس راز کو معلوم کر گیا تھا جو ظاہری پنڈتوں پر پوشیدہ رہا۔

(باقی دیکھیں صفحہ ۴ پر)

پیکرِ صدق و صفا — حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ

(مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف)

(۳)

حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ

ہمارے مقاطعہ کو چالیس دن گزرے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قاصد پیغام لایا کہ آنحضرتؐ کا یہ ارشاد ہے کہ مَیں اپنی بیوی سے بھی الگ رہوں۔ مَیں نے سُنا تو عرض کیا کہ حضورؐ کا منشأ کیا یہ ہے کہ مَیں بیوی کو طلاق دے دوں؟ قاصد نے کہا صرف علیحدہ رہنے کا ارشاد ہے مَیں نے بیوی کو کہا کہ تم میکے چلی جاؤ۔ اور جب تک ہمارے متعلق اللہ تعالےٰ کا کوئی فیصلہ صادر نہ ہو وہیں رہنا۔ کعبؓ فرماتے ہیں ہلال بن امیہ کی بیوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسولؐ اللہ ہلال بہت بوڑھا ہے گھر میں نوکر بھی نہیں ہے کہ وہ کوئی چیز پکڑا دے۔ کیا آپؐ اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ مَیں اس کی کوئی خدمت کروں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ کھانا وغیرہ بیشک دیدیا کرو لیکن وہ تمہارے قریب نہ پھٹکے۔ ہلال کی بیوی نے عرض کیا خدا کی قسم ہلال تو ہلتا ہی نہیں۔ جب سے یہ معاملہ ہوا ہے وہ ایک جگہ بیٹھا روتا رہتا ہے جب میرے خاندان والوں کو پتہ چلا تو مجھے کہنے لگے کہ ہلال کی بیوی نے اس طرح حاضر ہو کر اجازت لے لی ہے تم بھی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے گھر والوں کے متعلق اسی طرح اجازت لے لو۔ مَیں نے ان کی یہ بات سُنی تو کہا خدا کی قسم مَیں ہرگز آپؐ سے اجازت طلب نہیں کرونگا مجھے بتلاؤ مَیں جا کر کیا کہوں؟ ہلالؓ کو اجازت تو بڑھاپے کی وجہ سے ملی تھی اور یہی عذر اس کی بیوی نے کیا تھا مَیں جوان ہوں مَیں کس مُنہ سے اجازت مانگوں گا۔ کعبؓ کہتے ہیں دس دن اور گزر گئے۔ پورے پچاس ہو گئے۔ مَیں صبح کی نماز کے بعد گھر کی چھت پر بیٹھا تھا (معلوم ہوتا ہے اس دن حضرت کعبؓ نے صُبح کی نماز گھر میں ادا کی تھی) اور حال یہ تھا کہ زندگی دوبھر ہو گئی تھی۔ زمین اپنی وسعت کے باوجود مجھ پر تنگ ہو چکی تھی۔ مَیں نے سلع پہاڑ پر سے ایک شخص کو پکارتے سُنا وہ مجھے آواز دے کر کہہ رہا تھا کعبؓ بن مالک تمہیں خوشخبری ہو۔ کعبؓ بن مالک کہتے ہیں مَیں نے یہ آواز سُنی تو خدا کے حضور سجدے میں گر گیا۔ مَیں سمجھ گیا کہ اللہ تعالےٰ نے ہماری تنگی کو دُور کر دیا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صُبح کی نماز کے بعد ہماری معافی کا اعلان کر دیا ہے۔ اب لوگ مجھے اور میرے ساتھیوں کو مبارکباد دینے لگے۔ ایک صحابی گھوڑے کو دوڑا کر مجھے خبر دینے آئے لیکن دوسرے نے ٹیلے پر چڑھکر آواز دی اور آواز بہر حال گھوڑے سے پہلے پہنچتی ہے۔ آواز دینے کے بعد جب یہ صحابی مبارکباد دینے کے لئے میرے پاس پہنچے تو میرے بدن پر جو کپڑے تھے مَیں نے مبارکبادی کے عوض وہی اتار کر اس کو دے دیئے۔ کعبؓ تو وہی کہتے ہیں کہ خدا کی قسم اس دن میرے پاس یہی کپڑے پہنے کو تھے خود مَیں نے مستعار لے کر کپڑے پہنے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چل پڑا۔ راستہ میں جو ملتا مجھے مبارکباد دیتا۔ مَیں مسجد میں آیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کی مجلس میں تشریف فرما تھے۔ طلحہ بن عبیداللہ نے دیکھا تو وہ دوڑ کر میری طرف آیا مجھ سے مصافحہ کیا۔ اور مجھے مبارکباد دی۔ مَیں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا تو دیکھا کہ آپؐ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک رہا ہے۔ فرمایا کعبؓ جب سے تو پیدا ہوا یہ دن تمہارے لئے بہترین دن ہے۔ تمہیں خوشخبری ہو۔ مَیں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ یہ معافی آپؐ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ فرمایا خدا تعالےٰ کی طرف سے۔ کعبؓ کہتے ہیں جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے تھے تو آپؐ کا چہرۂ مبارک اس طرح دمکتا تھا جیسے چاند کا ٹکڑا۔ اور ہم صحابہ آپؐ کے چہرہ سے پہچان لیتے تھے کہ آج ہمارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم مسرور ہیں۔ مَیں آپکے سامنے بیٹھ گیا اور عرض کی یا رسولؐ اللہ! اللہ تعالےٰ ہم پر رجوع برحمت ہوا ہے اس کے اس فضل کے نتیجہ میں مَیں تمام مال اس کی راہ میں قربان کرتا ہوں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں کچھ اپنی ضروریات کے لئے بھی رکھ لو۔ مَیں نے عرض کی بہت اچھا خیبر والی زمین اپنی ذات کے لئے رکھ لیتا ہوں اور عرض کی یا رسولؐ اللہ خدا تعالےٰ نے مجھے جو بچایا ہے تو صرف سچائی کی وجہ سے بچایا ہے۔ اب مَیں عہد کرتا ہوں کہ ہمیشہ سچ بولوں گا۔ کعبؓ کہتے ہیں خدا کی قسم اس عہد کے بعد اللہ تعالےٰ نے میری سچائی کا بہت امتحان بھی لیا۔ امتحان بھی ایسا کہ شائد کسی کا ایسا امتحان نہ ہوا ہو گا لیکن خدا کی قسم مَیں کبھی جھوٹ کے قریب بھی نہیں پھٹکا اور امید ہے باقی زندگی بھی خدا تعالےٰ جھوٹ سے بچائے رکھیگا

حضرت کعبؓ فرماتے ہیں ہماری توبہ کے متعلق یہ آیات نازل ہوئی تھیں:۔

لقد تاب اللہ علی النبی
والمھاجرین والانصار
والذین اتبعوہ فی
ساعۃ العسرۃ من
بعد ما کاد یزیغ قلوب
فریق منھم ثم تاب
اللہ علیھم انہ بھم
رءوف رحیم ۝ وعلی
الثلاثۃ الذین خلفوا
حتی ضاقت علیھم
الارض بما رحبت
وضاقت علیھم انفسھم
وظنوا ان لا ملجا من اللہ
الا الیہ ثم تاب علیھم
لیتوبوا۔ ان اللہ
ھو التواب الرحیم ۝
یا ایھا الذین امنوا
اتقوا اللہ وکونوا
مع الصدقین ۝

(توبہ ع ۱۴ ۔ ۱۵)

ترجمہ:۔ اللہ رجوع برحمت ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اور ان مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے تنگی کی گھڑی میں اس کی پیروی کی اس کے بعد کہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل ٹیڑھے ہوئے۔ پھر اللہ تعالےٰ ان پر رجوع برحمت ہوا۔ یقیناً وہ بہت شفقت کرنے والا اور مہربان ہے اور اللہ تعالےٰ ان تین پر بھی رجوع برحمت ہوا جن کا معاملہ ملتوی (Pending) کیا گیا تھا یہاں تک کہ ان پر زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہو گئی اور ان پر اپنی جانیں بھی دوبھر ہو گئی تھیں اور انہوں نے یہ خیال کیا کہ سوائے خدا کے کوئی پناہ نہیں۔ تب خدا ان پر اس لئے رجوع برحمت ہوا تاکہ وہ خدا کے حضور جُھکیں یقیناً اللہ تعالےٰ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اے مومنو خدا کا تقوےٰ اختیار کرو اور سچوں کی صُحبت اختیار کرو۔

حضرت کعبؓ کہتے ہیں خدا کی قسم اسلام کے بعد مجھ پر خدا کا سب سے بڑا یہی انعام ہوا کہ مَیں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے سچ بولا اور جھوٹ سے پرہیز کیا۔ اور جن لوگوں نے جھوٹے عذر کر کے جان بچائی تھی۔ ان کے بارہ میں وحی میں بہت سخت الفاظ استعمال ہوئے۔ قرآن مجید میں انہیں رجسٌ یعنی پلید اور فاسق کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔ ماوٰہم جہنّم ان کا ٹھکانا جہنّم قرار دیا۔ ان کے لئے عذابِ الیم کی خبر دی (اعاذنا اللہ تعالیٰ) یہ بھی فرمایا۔ ان اللہ لا یرضیٰ۔ اللہ ان سے راضی نہیں۔

کعبؓ خود ہی فرماتے ہیں کہ آیات میں جو لفظ علی الثلاثۃ الذین خلّفوا ہیں۔ ان سے وہ مُراد نہیں جو غزوہ سے پیچھے رہ گیا بلکہ وہ مُراد ہیں جن کا فیصلہ پیچھے ڈالا گیا۔ کیونکہ دوسرے لوگ جب حلفیہ عُذر کرتے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کی بیعت لے لیتے اور ان کے لئے استغفار کرتے لیکن ہمارا معاملہ تاخیر میں ڈالا گیا تھا۔ اس لئے فرمایا وعلی الثلاثۃ الذین خلّفوا کہ وہ لوگ جن کا فیصلہ پیچھے ڈالا گیا۔ یہاں کعب رضی اللہ عنہ خود ہی ایک غلطی کا ازالہ فرماتے ہیں۔ بعض لوگ یہ معنے کرتے ہیں کہ وہ تین جو پیچھے رہ گئے یہ معنے درست نہیں۔ درست معنے یہ ہیں کہ وہ تین جن کا معاملہ مؤخر کیا گیا تھا جن کا فیصلہ معرضِ التوا میں ڈالا گیا تھا۔ اس واقعہ سے حضرت کعبؓ بن مالک رضی اللہ عنہ کے بے مثال کردار پر روشنی پڑتی ہے

اور یہ احساس بھی نمایاں ہوتا ہے کہ اسلام نے اپنے ماننے والوں میں کیا عجیب تغیر پیدا کر دیا تھا۔ قوموں کی ترقی میں کردار کو وہی دخل ہوتا ہے جو جسم میں رُوح کو ہمارے لئے اس حادثہ میں بے شمار سبق ہیں:۔

(۱) حضرت کعبؓ اس غزوہ سے صرف غفلت اور تساہل کی وجہ سے محروم ہو گئے۔ ان کے پاس سب کچھ تھا لیکن انہوں نے وقت پر تیاری نہ کی اور آج کل کرتے رہے کام کو وقت پر کرنا ضروری ہے۔ ورنہ یاد رکھئے وقت کسی کا ساتھ نہیں دیتا وہ تیز رفتار گاڑی کی طرح نکل جائے گا اور پھر آپ کفِ افسوس ملتے رہیں گے۔ لہٰذا آج کا کام کل پر نہ چھوڑئیے۔ حضرت کعبؓ سے یہی غلطی ہو گئی کہ اچھا کل تیاری کر لیں گے اور کل آکر گزر جاتا۔ اور پھر کہتے اچھا کل تیاری کر لیں گے اور نوبت بانیجا رسید کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم روانہ ہو گئے اور یہ پھر بھی اس خیال میں رہے کہ میں آپ کو سفر میں جا لوں گا اور وقت گزرتا گیا۔

(۲) ابو خیثمہ کسی سفر پر گئے ہوئے تھے مدینہ واپس ہوئے تو پتہ چلا کہ حضور تبوک تشریف لے گئے ہیں۔ انہوں نے گھر میں داخل نہ ہونے کی قسم کھالی کہ خدا کا رسولؐ دھوپ اور گرد میں مسافر ہو اور مَیں گھر میں آرام کروں۔ جب دین پر تنگی کے دن ہوں تو ہمیں آرام کس طرح سُوجھ سکتے ہیں۔

(۳) جب حضورؐ سفر سے واپس لوٹتے تو گھر جانے سے پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نفل ادا کرتے یہ سنّتِ نبویؐ ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ سات آدمیوں پر قیامت کے دن خدا کا سایہ ہو گا۔ ان میں سے ایک وہ شخص ہے قلبہٗ معلّق بالمسجد جس کا دل مسجد سے اٹکا ہُوا ہے اور یہ عادت مبارک بتاتی ہے کہ آپ کی یہی کیفیّت تھی۔ سفر سے واپسی پر گھر جانے سے پہلے مسجد میں نوافل ادا کرتے پھر گھر میں قدم رکھتے۔ حدیث میں آتا ہے مومن مسجد میں یوں ہوتا ہے جیسے مچھلی پانی میں۔ اور منافق مسجد میں ایسے ہوتا ہے جیسے پرندہ قفس میں۔

(۴) جنگ سے واپسی پر لوگ تو قسمیں کھا کر عذر کر کے چھٹکارا حاصل کر گئے لیکن حضرت کعبؓ نے صداقت کو نہ چھوڑا اپنے جرم کا برملا اعتراف کیا۔ انہیں سزا تو ملی لیکن جس کردار کا مظاہرہ انہوں نے کیا۔ وہ کعبؓ کو زندہ جاوید کر گیا۔ ان کی جو مخفی صلاحیتیں اس حادثہ میں ظاہر ہوئیں وہ شاید عام حالات میں نہ ہو سکتیں۔

(۵) سزا کو جس حوصلہ اور ہمّت سے آپ نے برداشت کیا اس میں بھی افراد کے لئے ایک سبق ہے۔

(۶) کعبؓ کی اسلام سے بے مثال وابستگی کا مشاہدہ کیجئے تمام قوم نے بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ بیوی کو بھی علیحدہ رہنے کا حکم ہے۔ ان کی آنکھوں میں دنیا اندھیر ہو گئی ہے اور اس حالت میں بادشاہ کی پیشکش کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کامل ایمان یہ ہے کہ جس طرح انسان آگ میں جانے کو ناپسند کرتا ہے اسی طرح ایمان سے نکل کر کفر میں جانے کو ناپسند کرے۔ الفاظ حدیث یہ ہیں یکرہ ان یعود فی الکفر کما یکرہ ان یقذف فی النار۔

(۷) سچائی کی وجہ سے یہ سب کچھ برداشت کرنا پڑا لیکن اس میں وہ لذّت محسوس کی کہ عہد کیا اب سچائی کو کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑیں گے اور معافی کے وقت بھی اس امر پر خوشی کا اظہار کیا کہ مَیں نے صداقت کو خیرباد نہیں کہا اور اس امر کو اللہ تعالےٰ کا بڑا انعام خیال کرتے ہیں۔

(۸) عذر واہیہ کر کے سزا کو ہلکا نہیں کرواتے بلکہ برداشت کئے جاتے ہیں اور بایں ہمہ نماز بھی مسجد میں جا کر جماعت سے ہی ادا کرتے ہیں۔

(۹) قوم کا ایمان بھی مشاہدہ کیجئے سب سے محبوب دوست اور عزیز رشتہ دار ہے اس سے یہ دریافت کرتے ہیں کہ کیا مَیں خدا کے رسولؐ سے محبت نہیں کرتا؟ یقیناً جواب اثبات میں تھا۔ لیکن ایک ایماندارانہ جواب تھا کہ اللہ ورسولہ اعلم کہ خدا اور اس کا رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں۔ یہی صحابہؓ کا وہ ایمان ہے جس نے انہیں دُنیا میں ممتاز کر دیا تھا۔

(۱۰) کعبؓ کا یہ فقرہ بھی کتنا توحید پر مضبوط ایمان کا مظہر ہے کہ یا رسول اللہ اگر مَیں نے جھوٹ بول کر آپؐ کو راضی کر لیا تو خدا تعالےٰ راضی نہیں ہو گا اور اگر آپؐ میرے سچ کی وجہ سے ناراض ہوئے تو اللہ تعالےٰ آپؐ کو مجھ پر راضی کر دے گا اور معافی کے وقت بھی یہی دریافت کیا کہ یہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے یا آپؐ کی طرف سے۔ اسی قسم کا فقرہ حضرت عائشہ نے اپنی برائت کے وقت کہا تھا۔

(۱) ابو قتادہ چچا زاد کا نمونہ دیکھئے کعبؓ کا مقاطعہ ہے۔ کعبؓ سلام عرض کرتے ہیں تو جواب نہیں دیتے۔ وہ اپنے ایمان و عشق کی ابو قتادہ سے تصدیق کروانا چاہتے ہیں تو وہ کہتے ہیں خدا اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ دنیوی رشتوں پر اللہ اور اس کے رسولؐ مقدّم ہیں۔

(۲) حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی محبّت ملاحظہ ہو۔ کعب کا مقاطعہ ہے لیکن کنکھیوں سے اسے دیکھتے ہیں۔ کیا یہ باپ کی سی شفقت اور نظر نہیں۔

(۳) سچائی کے کتنے فدائی تھے کہ معافی کے بعد پھر عہد کیا کہ سچائی کو کبھی ترک نہیں کریں گے۔ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے تو اپنے بیٹے عبداللہ کے سہارے باہر نکلتے تھے۔ یہ معاویہ کی امارت کے زمانہ میں شام میں فوت ہوئے۔

حضرت کعبؓ کی مرویات

(۱) کان رسول اللہ لا یقدم من سفر الّا فی الضحیٰ فیبدأ فی المسجد فیصلی فیہ رکعتین۔ ویقعد فیہ۔ (مسند احمد)

ترجمہ:۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سفر سے چاشت کے وقت واپس لوٹتے پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے۔ دو رکعت نفل ادا کرتے اور کچھ دیر مسجد میں تشریف فرما رہتے

(۲) ماذئبان جائعان ارسلا فی غنم افسد ھا من حرص المرء علی المال والشّرف لدینہ۔ (مسند احمد)

دو بھوکے بھیڑئیے اگر بھیڑوں میں چھوڑے جائیں تو وہ اتنا نقصان نہیں کرتے جتنا آدمی کے دین کو مال اور عزّت کی حرص خراب کرتی ہے۔

(۳) مثل المومن مثل الخامۃ من الزّرع تفیئھا الریاح تعدلھا مرۃ وتصرعھا اُخرٰی حتّٰی یاتیہ اجلہ۔ ومثل الکافر مثل الارزۃ المجذیۃ علی اصلھا لا یقلّھا شیءٌ حتّٰی یکون انجعافھا مرۃً واحدۃ۔ (مسند احمد)

ترجمہ:۔ مومن کی مثال ایک نرم پودہ کی ہے۔ ہوا چلتی ہے تو وہ کبھی اس کو ایک طرف جھکا دیتی ہے تو کبھی دوسری طرف یہاں تک کہ وہ اپنی عمر کو پورا کر لیتا ہے۔ اور کافر کی مثال ایک بڑے جڑوں والے درخت کی ہے (یہ درخت لبنان میں بکثرت پایا جاتا ہے) کہ وہ قائم نہیں رہ سکتا اور ہوا اسے یکبار اکھیڑ دیتی ہے۔

ادائیگئ زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفوس کرتی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیڈر

(بقیہ صہ ۲)

اور انہوں نے الہام کا دعوےٰ کر کے اور خدا کی طرف سے نشان اور کرامات دکھلا کر اس عقیدہ کا خوب کھنڈن اور ردّ کر دیا جو کہا جاتا ہے کہ وید کے بعد کوئی الہام نہیں اور نہ نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ بلاشبہ باوا نانک صاحب کا وجود ہندوؤں کے لئے خدا کی طرف سے ایک رحمت تھی۔ اور یوں سمجھو کہ وہ ہندو مذہب کا آخری اوتار تھا جس نے اس نفرت کو دُور کرنا چاہا تھا جو اسلام کی نسبت ہندوؤں کے دلوں میں تھی لیکن اس ملک کی بدقسمتی ہے کہ ہندو مذہب نے باوا نانک صاحب کی تعلیم سے کچھ فائدہ نہیں اٹھایا بلکہ پنڈتوں نے ان کو دکھ دیا کیونکہ وہ اسلام کی تعریف جابجا کرتا ہے۔ وہ ہندو مذہب اور اسلام میں صلح کرانے آیا تھا مگر افسوس کہ اس کی تعلیم پر کسی نے توجہ نہیں کی۔ اگر اس کے وجود اور اس کی پاک تعلیموں سے کچھ فائدہ اٹھایا جاتا تو آج ہندو اور مسلمان سب ایک ہوتے۔ ہائے افسوس ہمیں اس تصوّر سے رونا آتا ہے کہ ایسا نیک آدمی دنیا میں آیا اور گزر بھی گیا مگر نادان لوگوں نے اس کے نور سے کچھ روشنی حاصل نہیں کی۔

بہرحال وہ اس بات کو ثابت کر گیا کہ خدا کی وحی اور اس کا الہام کبھی منقطع نہیں ہوتا۔ اور خدا کے نشان اس کے برگزیدوں کے ذریعہ سے ہمیشہ ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور اس بات کی گواہی دے گیا کہ اسلام کی دشمنی نور کی دشمنی ہے۔"

(پیغام صلح صہ ۱۴ تا ۱۸)

درخواستِ دُعا ۔ میرے تایا زاد بھائی چوہدری نذیر احمد صاحب ایس ڈی او انہار کوٹ سماںہ بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار ہیں اور نشتر ہسپتال ملتان میں داخل ہیں۔ احباب ان کی صحتِ کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ (عبدالکریم۔ ربوہ جنرل سٹور)

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے نویں سالانہ اجتماع کی مختصر روداد

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان کی اہم تقاریر۔ قرآن مجید اور احادیث کے درس

دینی علمی اور تربیتی مقابلے

(۱)

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا نواں سالانہ اجتماع ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۶ء بروز جمعۃ المبارک اپنی سابقہ روایات کے ساتھ شروع ہوا اور تین دن جاری رہ کر بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ اجتماع کے پروگرام میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب، حضرت سیدہ ام متین صاحبہ اور حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ کی تقاریر، درس قرآن کریم اور درس حدیث کے علاوہ متعدد دینی موضوعات پر تقریری مقابلہ جات قابل ذکر ہیں۔

چونکہ گذشتہ سال ملکی حالات خراب ہونے کی وجہ سے اجتماع منعقد نہ ہو سکا تھا اس لئے اب کے باہر کی لجنات سے ایک بڑی تعداد میں نمائندگان اور ممبرات نے شرکت کی۔ پاکستان اور بیرون پاکستان کی ۱۰۷ لجنات کی ۵۰۰ نمائندگان اور ۵۰۰۰ ممبرات نے شرکت کی۔ اس سال قادیان سے محترمہ امۃ القدوس صاحبہ جنرل صدر لجنات بھارت نیروبی، سیرالیون اور لندن کی لجنات کی نمائندگان بھی تشریف لائی ہوئی تھیں۔ جبکہ گذشتہ اجتماع میں ۵۲ لجنات کی تقریباً ۳۹۹ نمائندگان نے شرکت کی تھی

پہلا دن :۔

۱۲ اکتوبر کو اجتماع کا پہلا اجلاس ناصرات الاحمدیہ کے پروگرام کے لئے مخصوص تھا۔ چنانچہ ننھی منی احمدی بچیاں اپنے اپنے جھنڈے تھامے اور نظمیں پڑھتے ہوئے جلسہ گاہ میں پہنچ گئیں۔ سوا آٹھ بجے حضرت سیدہ ام متین صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی صدارت میں اجلاس ہوا۔ امۃ المجیب ربوہ نے قرآن کریم کی تلاوت کی اور واسعہ باسطہ نے نظم پڑھی جس کے بعد تمام بچیوں اور حاضرات نے کھڑے ہو کر ناصرات الاحمدیہ کا عہد نامہ دہرایا۔ اسکے بعد حضرت سیدہ ام متین صاحبہ نے بچیوں سے خطاب فرمایا:۔

آپ نے فرمایا۔ ناصرات کا نام خود بتا رہا ہے کہ آپ کی ذمہ داریاں کیا ہیں اور آپ کے فرائض کیا ہیں ناصرہ مؤنث ہے ناصر کی اور اس کا مطلب ہے مدد کرنے والی پس آپ اسلام اور احمدیت کی مدد کرنے والی بچیاں ہیں۔ آپ اس بات کو مدنظر رکھیں کہ آپ نے بڑے ہو کر احمدیت کی حامی و مددگار اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے سب جھنڈوں سے بلند کرنے والی بننا ہے۔

تمہارے دل میں یہ خیال نہیں ہونا چاہیئے کہ چھوٹی عمر میں ہم کیا کر سکتی ہیں۔ اگر بچپن ہی سے کام کی عادت ہو گی اعلیٰ اخلاق ہونگے، ذمہ داری کا احساس، وطن سے محبت، مذہب سے پیار اور خدا تعالیٰ سے عشق ہو گا تو بڑے ہو کر آپ میں یہ عادتیں اور یہ خوبیاں راسخ ہو چکی ہونگی

آپ نے فرمایا جب تک ہم اسلام کا جیتا جاگتا نمونہ بن جائیں۔ ہم اسلام نہیں پھیلا سکتے۔ اسکے لئے سب سے پہلی چیز قرآن کریم کی تعلیم ہے۔ افسوس ہے کہ کئی ایسی لجنات ہیں جو بچیوں کے لئے قرآن کریم ناظرہ پڑھانے کا انتظام بھی نہیں کر سکیں۔ بچیاں دوسری چیزیں اور مضامین نظمیں اور قصے کہانیاں تو یاد کر لیتی ہیں۔ مگر وہ کتاب جس سے ہماری نجات وابستہ ہے اور جس سے ترقی کر سکتی ہیں جو خدا تعالیٰ کا ہماری طرف پیغام ہے اس کی طرف پوری توجہ نہیں دیتیں۔ سو قرآن کریم کو پڑھو اس پر عمل کرو اور اس کے مطابق اپنی زندگیاں ڈھالو۔ آئندہ سال کے لئے میں نے یہ پروگرام بنایا ہے کہ لجنات یہ کوشش کریں کہ بچیوں کو قرآن کریم پڑھانا ہے اور ہر ایک کام میں سو فی صدی معیار قائم کرنا ہے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ سیکرٹریان ناصرات آئندہ سال اس بات کی طرف توجہ دیں کہ بچیوں کے انعاموں کے معیار صرف تقریری و تحریری مقابلے ہی نہ ہوں بلکہ یہ بھی دیکھا جائے کہ کون اچھی شہری۔ اچھے اخلاق اور کردار کی مالک ہے۔ اسکے لئے نگرانوں کو چاہیئے کہ شروع سال ہی سے ایسے پروگرام مرتب کئے جائیں جو صرف تقریری مقابلوں کے ہی نہ ہوں۔ بلکہ ان میں یہ بھی دیکھا جائے کہ کون سچائی کے لحاظ سے، دیانتداری کے لحاظ سے، یا محنت کے لحاظ سے، ہمدردی خلق کے لحاظ سے بہترین ہے

آپ کے خطاب کے بعد ناصرات کے چھوٹے گروپ کا تقریری مقابلہ ہوا۔ تقاریر کے عنوانات یہ تھے۔

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ
۲۔ سچائی
۳۔ احمدی بچیوں کے فرائض

مندرجہ ذیل بچیاں انعام کی حقدار قرار دی گئیں۔

اوّل : فرید احمد لاہور
دوم :۔ امۃ النصیر کھوکھر کراچی
سوم :۔ نصرت پشاور
خاص انعام : شاکرہ مختار جھنگ
انعام از طرف صدر صاحبہ : طاہرہ خان زوجہ نصرت پشاور اور فریدہ احمد۔ لاہور۔

اس کے بعد ناصرات (چھوٹے گروپ) کا تلاوت قرآن کریم کا مقابلہ ہوا۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔ مقابلہ میں مختلف لجنات کی پچیس سے زائد بچیوں نے حصہ لیا اور مندرجہ ذیل نے انعامات حاصل کئے۔

اوّل : سکینہ بیگم احمد نگر
دوم : فرزانہ فرحت نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ
سوم : امۃ الحکیم کوکب قادیان
خاص انعام : منزہ سیالکوٹ اور امۃ الکافی لاہور

اسکے بعد ناصرات (چھوٹے گروپ) کا حفظِ قرآن کا مقابلہ ہوا۔ حفظ قرآن کے لئے آخری پانچ سورتیں رکھی گئیں۔ جس میں بیس بچیوں نے حصہ لیا اور مندرجہ ذیل انعامات کی حقدار قرار پائیں۔

اوّل : فریدہ احمد لاہور
دوم : سکینہ بیگم احمد نگر
سوم : بشریٰ خضر حیات جھنگ

اجلاس شروع ہونے سے پہلے بچیوں کے کھیلوں کے مقابلے بھی ہوئے ساڑھے بارہ بجے ناصرات کے پروگرام ختم ہو گئے۔

دوسرا اجلاس :۔

دوسرا اجلاس سوا تین بجے حضرت سیدہ ام متین صاحبہ کی زیر صدارت شروع ہوا تلاوت کے بعد جو محترمہ مسعودہ اختر صاحبہ سرگودھا نے کی محترمہ امۃ القدیر صاحبہ ربوہ نے کلام محمود میں سے نظم پڑھکر سنائی اس کے بعد تمام ممبرات نے اپنا عہد نامہ دہرایا اسکے بعد محترمہ صدر صاحبہ نے ممبرات سے خطاب فرمایا۔ جس میں آپ نے لجنات کی نمائندگان کو اھلاً و سھلاً و مرحبا کہتے ہوئے امید ظاہر کی کہ یہ نمائندگان ان دنوں میں بہت کچھ سیکھ کر واپس جائیں گی۔ اور دوسری بہنوں کو سکھائیں گی۔ اسکے بعد آپ نے حضرت مصلح موعودؓ رضی اللہ عنہ کی المناک وفات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ کے بہت سے احسانات طبقہ نسواں پر ہیں۔ آپ نے ہی لجنہ کا اجتماع منعقد کرنے کی ہدایت فرمائی اسکے بعد حضرت سیدہ موصوفہ نے اس اجتماع میں جو خلافت ثالثہ میں مستورات کا پہلا اجتماع ہے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں تمام احمدی مستورات کی طرف سے اظہار عقیدت اور وفاداری پیش کیا۔

آپ نے ممبرات کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے لجنہ کی تنظیم قائم کرتے وقت اسکے لئے جو قوانین مقرر فرمائے تھے۔ ان میں سے ایک یہ بھی تھا۔ لجنہ جماعت کی وحدت کی روح قائم رکھنے کے لئے جو بھی خلیفہ وقت ہو۔ اسکی تیار کردہ سکیم کے مطابق کام کرے اسکے بعد حضرت سیدہ موصوفہ نے چار تحریکات (فضل عمر فاؤنڈیشن تعلیم القرآن، وقف عارضی۔ رسومات سے پرہیز) کا جو کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے جماعت کے سامنے رکھیں تفصیل سے ذکر کیا اور بتایا کہ کس طرح لجنہ کی ممبرات اس میں حصہ لے سکتی ہیں۔

آپ کی تقریر کے بعد معیار اوّل کا تقریری مقابلہ شروع ہوا۔ اس میں ایک دلچسپ پہلو یہ بھی تھا کہ ہر مقررہ سے تقریر کے بعد محترمہ صدر صاحبہ چند ایک سوالات اسی تقریر کے متعلق پوچھتیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ مقررہ نے اپنی تقریر خود تیار کی ہے۔ اور اسکے متعلق خود مطالعہ کیا ہے۔ آٹھ ممبرات نے اس مقابلے میں حصہ لیا اور مندرجہ ذیل انعام کی حقدار قرار پائیں۔

اوّل : نسیم غزنوی ربوہ دوم : نصیرہ نور راولپنڈی
سوم : زاہدہ منصورہ کراچی اور طیبہ عارف سرگودھا

اسکے بعد تلاوت قرآن کریم کا مقابلہ ہوا جس میں پندرہ ممبرات نے حصہ لیا۔ مندرجہ ذیل ممبرات نے انعامات حاصل کئے۔

اوّل : امۃ الرحیم مسرت جامعہ نصرت ربوہ
" : امتیاز بیگم " " "
دوم : رضیہ درد ربوہ
سوم : امۃ الکریم اقبال جامعہ نصرت ربوہ

اسکے ساتھ ہی دوسرے اجلاس کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔ رات ساڑھے آٹھ بجے لجنہ اماء اللہ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس شروع ہوا جس میں اہم تجاویز پر غور کر کے فیصلے کئے گئے اور لجنہ اماء اللہ کا تہتر ہزار روپے کا بجٹ منظور کیا گیا۔ (باقی)

سیکرٹری صاحبان وصایا و مال توجہ فرمائیں

مندرجہ ذیل اعلان پیشتر ازیں کئی بار شائع ہو چکا ہے۔ لیکن سال رواں میں دفتر میں موصول ہونے والی وصایا سے اور بعض سیکرٹری صاحبان وصایا و مال کے استفسارات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس اعلان کے مندرجات کو بھول گئے ہیں یا عہدہ داروں کو ان ہدایات کا علم نہیں جو اس میں مذکور ہیں۔ لہذا اس اعلان کو ایک مرتبہ پھر شائع کیا جاتا ہے۔ اور تمام عہدہ داران جماعت ہائے احمدیہ سے بالعموم اور سیکرٹری صاحبان وصایا و مال سے بالخصوص درخواست کی جاتی ہے کہ نئی وصایا لکھتے یا لکھواتے وقت وصیت کرنے والے احباب کو اس اعلان کے مندرجات سے پوری طرح آگاہ کرنے کے بعد۔ ان کی وصیتیں لکھیں یا لکھوایا کریں۔ یہ معاملہ بڑا اہم ہے اور ہرگز نظر انداز کرنے کے لائق نہیں مذکورہ بالا اعلان حسب ذیل ہے :۔

وصایا یا حصہ آمد کے متعلق

ضروری وضاحت

وصیت دو طرفہ معاہدہ ہے یکطرفہ نہیں اگر ایک طرف ہوتا تو بے شک تاریخ تحریر وصیت سے حصہ آمد کی ادائیگی لازمی ہو جاتی لیکن صدر انجمن احمدیہ ہر وصیت کو منظور کرنے کی پابند نہیں لہذا بعض موصیوں کی طرف سے یہ سوال اٹھایا گیا تھا کہ جب نا منظوری کا احتمال موجود ہے اور کئی وصیتیں منظور نہیں کی جاتیں تو پھر حصہ آمد کی ادائیگی تاریخ منظوری وصیت سے واجب ہونی چاہیئے۔ انجمن کے نزدیک یہ مطالبہ جائز ہے لہذا ہر موصی کو یہ اختیار دے دیا گیا ہے کہ وہ چاہے تو تاریخ تحریر وصیت سے حصہ آمد ادا کرنا شروع کر دے اور چاہے تو تاریخ منظوری وصیت سے حصہ آمد کی ادائیگی شروع کرے لیکن یہ ضروری ہے کہ وہ وصیت لکھتے وقت اسی بات کا اظہار کر دے کہ کس تاریخ سے حصہ آمد کی ادائیگی شروع ہوگی۔

پس

۱۔ جو موصی تحریر وصیت کی تاریخ سے حصہ آمد ادا کریں گے۔ ان کی وصیت اسی تاریخ سے سمجھی جائے گی اور اگر وہ خدانخواستہ وصیت کی منظوری سے قبل فوت ہو جائیں تو بھی ان کی وصیت منظور کر لی جائے گی۔ بشرطیکہ انجمن کے قواعد کے مطابق وہ وصیت قابل منظوری ہو اور اگر انجمن ایسے شخص کی وصیت منظور نہ کر سکے تو حصہ آمد اور چندہ عام کا فرق یعنی وہ زائد رقم جو وصیت منظور ہونے کی خاطر ادا کی گئی تھی وہ موصی یا اس کے ورثوں کو واپس کر دی جائے گی۔ کیونکہ وصیت نا منظور ہونے کی صورت میں اس زائد مال پر انجمن کا کوئی حق نہ ہوگا۔

۲۔ اس کے بالمقابل اگر کوئی موصی یہ پسند کرے کہ اس کی وصیت تاریخ منظوری وصیت سے سمجھی جائے اور وہ اسی تاریخ سے حصہ آمد ادا کرے گا تو جیسا کہ اوپر عرض کیا ہے۔ انجمن کو اس طریق کار پر کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن ایسا موصی اگر خدانخواستہ تاریخ منظوری وصیت سے قبل فوت ہو جائے تو اس کی وصیت منظور کرنے پر غور کیا ہی نہیں جائے گا۔ بلکہ وہ وصیت خود بخود داخل دفتر ہو جائیگی کیونکہ موصی نے خود جس تاریخ سے اپنی وصیت کے نفاذ کا ارادہ کیا تھا اس سے پہلے ہی وہ فوت ہو گیا لہذا اس کے وارثوں کا یہ حق نہیں ہوگا کہ وہ بعد از وفات اسی وصیت کی منظوری کا مطالبہ کریں یہ مطالبہ اسی صورت میں ہو سکتا تھا۔ جب موصی اپنی زندگی میں وصیت کے اس حصہ پر عمل درآمد شروع کر دیتا جس پر اس کی زندگی میں عمل کیا جا سکتا تھا۔ اسلئے جہاں انجمن نے یہ اجازت دی ہے کہ وہ وصیت کی منظوری تک وصیت کنندہ اگر چاہے۔ تو اس عرصہ میں چندہ عام ادا کرتا رہے وہاں یہ بھی سفارش کی ہے :۔

"مگر بہتر یہی ہے کہ وہ حصہ آمد ادا کرے کیونکہ وصیت کی نیت کر چکا ہے"۔

۳۔ امید ہے کہ مندرجہ بالا تشریح سے احباب پر یہ معاملہ واضح ہو چکا ہوگا۔ انجمن کا ہرگز یہ منشاء نہیں کہ بلا وجہ کسی کے مال پر قبضہ کیا جاوے۔ بیشک اس طریق کار سے بظاہر انجمن کو کسی حد تک نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ لیکن انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ تاریخ منظوری وصیت سے پہلے کسی شخص کو حصہ آمد کی ادائیگی پر مجبور نہ کیا جائے۔ ہاں اگر کوئی شخص اپنی رضاء و رغبت سے تاریخ تحریر وصیت سے حصہ آمد کی ادائیگی شروع کر دے۔ تو وہ یقیناً فائدہ میں رہے گا جیسا کہ اوپر وضاحت کی جا چکی ہے یعنی وصیت منظور نہ ہونے کی صورت میں بھی اس کا زائد مال واپس کر دیا جائیگا اور فوت ہونے کی صورت میں بھی اسکی وصیت پر منظور کرنے کے لئے غور ہو سکے گا۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

گندم کی کاشت

اگر کوئی ملک صنعتی لحاظ سے ترقی یافتہ نہ ہو اور اپنی خوراک کے لئے بھی خود کفیل نہیں بلکہ دوسروں کا دست نگر ہو تو ایسا ملک قوموں کی برادری میں عزت کا مقام حاصل نہیں کر سکتا۔

پاکستان کی معیشت بنیادی طور پر زرعی ہے۔ قدرت نے ہمیں موزوں آب و ہوا زرخیز زمین اور آبپاشی کے وسیع وسائل عطا کئے ہیں۔ حق تو یہ تھا کہ ان ذرائع سے پورا پورا فائدہ اٹھا کر ہم اتنا غلہ پیدا کرتے کہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے بعد برآمد کرتے۔ مگر افسوس ہے کہ دوسروں کی کفالت تو درکنار ہم اپنی خوراک کے لئے بھی دوسروں کے محتاج ہیں۔ حکومت پاکستان نے تہیہ کیا ہے کہ آئندہ دو تین سال میں ملک کو خوراک کے لحاظ سے خود کفیل بنایا جائے۔ اگر زمیندار آب و ہوا زرخیز زمین اور پانی کے قدرتی وسائل کے ساتھ اپنی محنت اور سوجھ بوجھ شامل کر کے ملک کے اچھے ادب ہی خواہ شہری ہونے کا ثبوت دیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ملک خوراک میں خود کفیل نہ ہو سکے۔

غذائی لحاظ سے ہمارے ملک میں گندم اور چاول دو اہم اجناس ہیں گندم کی کاشت کے دن قریب ہیں۔ حکومت نے پچھلے سال میکسیکو سے زیادہ پیداوار دینے والی دو اقسام پہنچائی۔ لرما روجو اور سونورا ۶۴ اور ان میں جن زمینداروں کو وہ بیج مل گیا تھا۔ انہوں نے اس کا تجربہ کر لیا ہے۔ کہ عام حالات میں بھی بغیر زائد توجہ کے ان اقسام کی اوسط پیداوار ہماری رائج اقسام سے زیادہ رہی ہے اور جنہوں نے محنت کے علاوہ کیمیاوی کھاد استعمال کی ہے۔ ان کی اوسط بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ احباب کو کوشش کر کے ان اقسام کا بیج حاصل کرنا چاہیئے۔

محکمہ زراعت والے یہ مشورہ دیتے ہیں کہ اگر ان اقسام کی کاشت سے پہلے تیاری کے وقت دو۔ دو بوری سپر فاسفیٹ اور امونیم سلفیٹ فی ایکڑ ڈال دی جائے (کم رقبہ کے مالکوں کو بھی کھاد ڈالنی چاہیئے۔ خواہ کم مقدار ڈالیں) اور بعد میں مزید ایک یا دو بوری امونیم سلفیٹ دی جائے۔ تو ان اقسام کی اوسط پچاس من ایکڑ کے لگ بھگ ہو سکتی ہے۔ یہ اقسام تر وتر میں دو اڑھائی انچ گہرائی تک کاشت کرنی چاہیئے۔

اچھی اقسام کاشت کر کے نہ صرف ہم خود اپنی زمین سے زیادہ پیداوار کر رہے ہوں گے۔ بلکہ اپنے وطن عزیز کو خوراک میں خود کفیل بنا کر اس کو فلاحی مملکت بنانے کی طرف تعمیری قدم اٹھائیں گے۔ پھر ہم کیوں اپنا یہ قومی فرض ادا نہ کریں۔

(ناظر زراعت)

اعلان نکاح

مورخہ ۲۵/۹/۶۶ کو مکرم چوہدری منظور احمد صاحب ولد چوہدری نذیر احمد صاحب جہانیاں ضلع ملتان کا نکاح ہمراہ ثریا بیگم صاحبہ بنت قریشی محمد ابراہیم صاحب رحیم یار خان بعوض حق مہر مبلغ ۔۔۔ ہزار روپے مکرم مولوی محمد شریف ناصر مربی سلسلہ نے پڑھا۔ احباب جماعت اور بزرگان کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس نکاح کو بابرکت کرے۔ (نذیر احمد شاہد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ رحیم یار خان)

درخواست دعا :۔ مکرم مرزا نذیر علی صاحب قادیانی صحابی عرصہ چند یوم سے بعارضہ بخار و خرابی پیٹ بیمار ہیں۔ احباب مرزا صاحب کی صحت کاملہ کے لئے درد دل سے دعا فرماویں (مسعود احمد سوہادی دفتر الفضل)

حب اٹھرا اکسیر۔ مکمل کورس چودہ روپے ۱۳/۷۵ پیسے زنانہ اولاد گولیاں مکمل کورس نو روپے ۹/۰ حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ ربوہ سے خرید سکتے ہیں مقامی دوست گولبازار

وصایا

ضروری نوٹ :۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جارہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

۲۔ ان وصایا کو جو نمبر دیئے جارہے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں ہیں بلکہ یہ مسل نمبر ہیں وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دیئے جائیں گے۔

۳۔ وصیت کنندگان، سیکرٹری صاحبان مال اور سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ فرمالیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر ۱۸۵۰۰

میں راشدہ تنویر بنت مسعود احمد خورشید صاحب قوم ارائیں پیشہ طالبعلم عمر ۱۶ سال پیدائشی احمدی ساکن A-2-202 بلاک نمبر ۲ پی۔ای۔سی۔ایچ۔سوسائٹی ڈاک خانہ کراچی نمبر ۲۹۔ضلع کراچی۔بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۷ر جولائی ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔میرا زیور حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے

۱۔ چوڑیاں طلائی ۵ عدد وزن ۵ تولہ
۲۔ والیاں طلائی ۱ عدد وزن ½ تولہ
۳۔ انگوٹھی طلائی ۱ عدد وزن ½ تولہ

کل وزن ۶ تولہ قیمت -/۷۵۰ روپے اس کے علاوہ میری اور کوئی جائداد نہیں۔میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔اگر اس کے بعد میں کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی

۲۔ میں تعلیم حاصل کرتی ہوں اور مجھے میرے والد بزرگوار سے مبلغ بیس روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتی رہوں گی۔نیز میری وفات پر میری جس قدر جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔دشرط اول دس روپے

نقط ۱۷ر جولائی ۱۹۶۶ء

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

الامتہ: بقلم خود راشدہ تنویر۔

گواہ شد:۔ شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی

گواہ شد۔مسعود احمد خورشید والد موصیہ سیکرٹری تجارت جماعت احمدیہ کراچی۔

مسل نمبر ۱۸۵۰۱

میں مسعودہ بیگم زوجہ شیخ شاہ محمد صاحب قوم ارائیں پیشہ خانہ داری عمر ۳۵ سال پیدائشی احمدی ساکن نہال سنگھ اسٹریٹ گوالمنڈی کوٹ ڈاک خانہ کوٹ حال وارد کراچی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۷ر جولائی ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔

۱۔ میرا حق مہر مبلغ سات صد روپے تھا جو میں اپنے خاوند سے بصورت زیور وصول کرچکی ہوں۔

۲۔ میرا زیور تفصیل ذیل ہے

۱۔ چوڑیاں طلائی ۸ عدد وزن ۸ تولہ
۲۔ کانٹے طلائی اجوڑی وزن ۱ تولہ
۳۔ انگوٹھیاں ۲ عدد وزن ۱ تولہ

کل وزن ۱۰ تولے قیمت -/۱۲۰۰ روپے ہے۔میری اس کے علاوہ اور کوئی جائداد نہیں ہے۔

میں اپنی مندرجہ بالا جائداد (حق مہر اور زیورات) کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر اس کے بعد میں کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میری جس قدر جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔نقط ۱۷ر جولائی ۶۶ء

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

شرط اول دس روپے

الامتہ: بقلم خود مسعودہ بیگم۔

گواہ شد:۔ شیخ رفیع الدین احمد۔مرکزی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی

گواہ شد:۔ مسعود احمد خورشید سیکرٹری تجارت جماعت احمدیہ کراچی۔

مسل نمبر ۱۸۵۰۲

میں چوہدری اقبال احمد ولد چوہدری غلام حسین صاحب قوم بھٹی پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن محمود آباد ڈاک خانہ کراچی نمبر ۲۹ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳ر جولائی ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔جس کے ذریعہ مجھے ماہوار تنخواہ مبلغ تین صد پچاس روپے ملتی ہے۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہوں گا۔اگر اس کے بعد میں کوئی جائداد پیدا کروں۔تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میری جس قدر جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جاوے۔

فقط ۳ر جولائی ۱۹۶۶ء (شرط اول -/۴ روپے) ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد:۔ اقبال احمد بھٹی۔

گواہ شد:۔ شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی۔

گواہ شد۔محمد صدیق جنرل سیکرٹری حلقہ محمود آباد کراچی۔

ہر قسم کا اسلامی لٹریچر
اپنے قومی سرمایہ سے جاری شدہ
الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ گولبازار ربوہ
سے
حاصل کریں،
(مینجر)

ضرورت نہیں
مومن کلاتھ ہاؤس فرسٹ مارکیٹ گولبازار ربوہ سے اونی۔سوتی۔ریشمی کپڑا اور ساڑھیاں تنسل کے جائے نماز اور بہترین پردہ کلاتھ خریدیئے فیر بادیں لائلپور جانے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہماری دکان سے اسی ریٹ پر آپ کو ہر قسم کا کپڑا دستیاب ہو سکتا ہے
دیانت داری ہمارا نصب العین ہے
پروپرائٹر سید محمد افضل خواجہ عبدالمومن گولبازار۔ربوہ

خوشخبری ہے
ربوہ کے مقامی احباب کے لئے ایک خاص سہولت
ہم نے دوستوں کی سہولت کے لئے کراکری کے علاوہ ہر قسم کے سائبان وقنائیں تیار کرلئے ہیں کرایہ پر حاصل فرمائیں۔
گوندل کراکری سٹور اینڈ ٹینٹ سروس گولبازار ربوہ

جہلم کے احباب
الفضل کا تازہ پرچہ
مکرم چوہدری لطیف محمد صاحب طاہر
ایجنٹ الفضل کالج شو سٹور مین بازار جہلم
سے طلب فرمائیں۔(مینجر)

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں، (مینجر)

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ کو جماعت کے نامور اہل قلم حضرات کا تعاون حاصل ہے۔اہم علمی اور تربیتی مضامین سے آپ بھی فائدہ اٹھائیں (قائد اشاعت انصار اللہ مرکزیہ)

انابت الی اللہ کے روح پرور ماحول میں

انصار اللہ کا گیارہواں سالانہ اجتماع دعاؤں اور ذکر الٰہی کی مخصوص روایات کے ساتھ شروع ہو گیا

اجتماع کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے اجتماعی دعا اور افتتاحی خطاب سے فرمایا

افتتاحی اجلاس میں ۲۴۰ مجالس کے ۵۵۰ نمائندگان، ۱۲۰۰ اراکین اور قریباً ایک ہزار زائرین نے شرکت کی

ربوہ ۲۹ اکتوبر۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی دی ہوئی توفیق سے اعلان کردہ پروگرام کے مطابق کل مورخہ ۲۸ اکتوبر کو نماز جمعہ کے بعد جس کے ساتھ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے عصر کی نماز بھی جمع کر کے پڑھائی، انابت الی اللہ کے روح پرور ماحول میں انصار اللہ کا گیارہواں سالانہ اجتماع دعاؤں اور ذکر الٰہی کی مخصوص روایات کے ساتھ شروع ہو گیا۔ اجتماع کا افتتاح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے تین بجے سہ پہر مقام اجتماع میں تشریف لا کر پرسوز اجتماعی دعا اور افتتاحی خطاب سے فرمایا۔

شریک ہونے والی مجالس

افتتاحی اجلاس میں مغربی اور مشرقی پاکستان کی ۲۴۰ مجالس کے ۵۵۰ نمائندگان اور بارہ سو اراکین نیز ایک ہزار کے قریب زائرین جو خدام اور اطفال پر مشتمل تھے شریک ہوئے۔ شریک ہونے والی مجالس اور ان کے نمائندگان و اراکین کی یہ تعداد گزشتہ اجتماع کے افتتاحی اجلاس میں شرکت کرنے والی مجالس اور ان کے نمائندگان اور اراکین کی تعداد سے بفضلہ تعالیٰ زیادہ ہے

گزشتہ سال افتتاحی اجلاس میں زائرین کے علاوہ ۲۲۴ مجالس کے ۴۵۸ نمائندگان اور ۸۹۸ اراکین نے شرکت کی تھی۔ اس اعتبار سے امسال افتتاحی اجلاس میں ہی سولہ مجالس زیادہ شریک ہوئیں۔ اور نمائندگان اور اراکین کی تعداد میں علی الترتیب ۹۲ اور ۳۰۲ کا اضافہ ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

افتتاحی اجلاس کی مختصر روداد

افتتاحی اجلاس کا انعقاد دفتر مجلس انصار اللہ

مرکزیہ کے پرفضا احاطہ کے اندر (جس میں امسال گھاس لگا کر خوشنما پلاٹس بنا دیئے گئے ہیں) خوبصورت شامیانوں اور قناتوں سے تیار کردہ مقام اجتماع میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے تشریف لانے پر حسب پروگرام تین بجے سہ پہر عمل میں آیا۔ حضور ایدہ اللہ کے تشریف لانے پر جملہ حاضرین نے احتراماً کھڑے ہو کر اور پرجوش اسلامی نعرے لگا کر حضور کا والہانہ استقبال کیا۔ حضور ایدہ اللہ کے صدر جگہ پر رونق افروز ہونے کے بعد اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو مکرم ڈاکٹر حافظ مسعود احمد صاحب آف سرگودہا نے کی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد حضور نے جملہ انصار سے ان کا عہد دہروایا۔ اس طرح انہیں کھڑے ہو کر حضور کی اقتدا میں اپنا عہد دہرانے کی سعادت نصیب ہوئی۔

اجتماعی دعا اور حضور کا افتتاحی خطاب

بعدہٗ حضور نے احباب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا پہلے میں اجتماعی دعا کراؤں گا اور پھر چند متفرق امور کے متعلق احباب کو توجہ دلاؤں گا۔ آؤ ہم سب مل کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمارے اس اجتماع کو اپنے فضل سے بہت بابرکت کرے اور ہم یہاں سے بہت سی سکینت قلوب کے ساتھ واپس جائیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب یعنی دلوں کو اطمینان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی حاصل ہوتا ہے سو اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم ہمیشہ ہی اجتماع کی گھڑیوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں گزارنے والے ہوں اور اس رنگ میں ذکر الٰہی میں مصروف رہ کر گزارنے والے ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائے اور محض اپنے فضل سے ہمیں اپنے انعامات سے نوازے اپنی مغفرت کی چادر میں ہماری تمام کمزوریوں کو چھپا لے۔ اور ہمیں جو نہایت کمزور اور ناتواں ہیں اپنے پاس سے ہمت اور طاقت عطا کرے تاکہ ہم دنیا میں توحید کے قیام میں اور اسلام کو غالب کرنے میں کامیاب کردار ادا کر سکیں۔

اس مختصر دعائیہ خطاب کے بعد حضور ایدہ اللہ نے ایک لمبی پرسوز اجتماعی دعا کرائی جس میں جملہ حاضرین شریک ہوئے اس طرح انصار اللہ کے گیارہویں سالانہ اجتماع کا افتتاح اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ عمل میں آیا۔

ازاں بعد حضور نے انصار اللہ کو ان کے بعض ان فرائض کی طرف توجہ دلائی جو بحیثیت افراد جماعت ان پر عائد ہوتے ہیں اور اس ضمن میں سب سے پہلے تحریک جدید کا ذکر فرمایا جس کے نئے سال کا اعلان حضور نے اسی روز مسجد مبارک میں خطبہ جمعہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ حضور نے تحریک جدید کی اہمیت اور اس کے نتیجہ میں رونما ہونے والے عظیم الشان روحانی انقلاب کا ذکر کرنے کے بعد ازراہ شفقت مخلصین کو انفرادی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی اپنے اپنے وعدے پیش کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔ مخلصین جماعت نے اسی اجلاس میں ہی ایک دوسرے پر سبقت لے جا کر مجموعی طور پر پانچ لاکھ دس ہزار روپے کے وعدے حضور کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ وعدے پیش کرنے کا یہ منظر بہت ایمان افروز تھا۔ افراد اور جماعتوں کے عہدیدار روح مسابقت کا نہایت شاندار مظاہرہ کرتے ہوئے والہانہ انداز میں اپنے وعدے پیش کر رہے تھے۔

بعد ازاں حضور نے قرآن کریم پڑھنے پڑھانے اور قرآنی علوم و معارف سیکھنے اور دوسروں کو سکھانے نیز وقف عارضی کی ہر دو تحریکوں کی اہمیت پر تفصیل روشنی ڈالی اور اس ضمن میں انہیں ان کی ذمہ داریوں کی طرف تفصیل سے توجہ دلائی۔

حضور کا یہ خطاب قریباً سوا گھنٹہ تک جاری رہا۔ خطاب کے اختتام پر حضور نے جملہ مجالس انصار اللہ میں سے اول آنے والی مجلس کو اپنے دست مبارک سے علم انعامی عطا فرمایا

۴ بج کر ۲۵ منٹ پر حضور کے تشریف لے جانے کے بعد افتتاحی اجلاس کی بقیہ کارروائی شام تک جاری رہی (اجتماع کی کسی قدر تفصیلی روداد آئندہ اشاعتوں میں ہدیہ قارئین کی جائے گی انشاء اللہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی مخلصین سے خواہش

فضل عمر فاؤنڈیشن میں پہلے سال دس لاکھ کی وصولی ہو جانی چاہیئے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے فضل عمر فاؤنڈیشن کے دفتر کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے کارکنان فاؤنڈیشن کو یہ ہدایت فرمائی تھی کہ وعدوں کے حصول کے ساتھ ساتھ وصولی کی طرف بھی خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ اب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ میں بھی مخلصین سلسلہ سے اس خواہش کا اظہار فرمایا ہے کہ فاؤنڈیشن کے سال اول میں کم از کم دس لاکھ روپے کی وصولی ہو جانی چاہیئے۔ حضور نے فرمایا ہے۔

"ہمیں اس طرف توجہ دینی چاہیئے اور یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ یہ وعدے جو تین سال میں وصول ہونے ہیں ان کا کم از کم ½ سال رواں یعنی سال اوّل میں وصول ہو جائے۔ اس وقت تک جو وعدے ہو چکے ہیں ان کے لحاظ سے قریباً ۹-۱۰ لاکھ کی وصولی سال اوّل میں ہونی چاہیئے۔"

جملہ امراء و سیکرٹریان فضل عمر فاؤنڈیشن اور مخلصین سلسلہ سے درخواست ہے کہ وہ خاص توجہ اور دعا سے وصولی کی مہم کو شروع کر دیں۔ اور اپنی جدوجہد اور اس کے اچھے نتائج سے مطلع فرمائیں۔ جس قدر جلد ایفائے وعدہ ہوگا اور وصولی ہو گی اسی قدر جلد اصل مقاصد کی انجام دہی کی طرف بفضلہ تعالیٰ توجہ دی جا سکے گی۔

(سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن)

ممبران حج سکیم کے لئے ضروری اعلان

تمام ممبران حج سکیم کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر وہ امسال حج کرنا چاہتے ہوں تو مہتمم اصلاح و ارشاد مرکزیہ کو اپنی درخواست بغرض قرعہ اندازی ۷ نومبر تک بھجوا دیں۔

(مہتمم اصلاح و ارشاد۔ خدام الاحمدیہ مرکزیہ)